Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون ۹۴۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم جمعہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۶۳/۲۸ | ۶ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ ۲۸ احسان ۱۳۵۳ہش ۲۸ جون ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۴۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۸ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے۔ حضور کی عمر کو دراز سے دراز تر فرمائے اور روئے زمین پر غلبۂ اسلام کے ضمن میں حضور کے مقاصد عالیہ کو اپنی معجزانہ قدرت اور غیر معمولی تائید و نصرت سے جلد تر پورا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے

اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرتؐ کی نسبت میرا ایمان ہے

(۱) "صراطِ مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۶۸)

(۲) "بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدیٰ نہیں جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں۔"

(ازالۂ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۸۲)

(۳) "وہ انسانِ کامل جو آفتابِ روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوارِ نبوّت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۰)

(۴) "مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔"

(کراماتُ الصادقین صفحہ ۲۵)

(۵) "یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے۔"

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

(۶) "عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔"

(کشتیٔ نوح صفحہ ۱۵)

قبولیتِ دعا کا ایک گُر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعا (سورۃ انبیاء آیت ۸۸) سے قبولیتِ دعا کا ایک گُر معلوم ہوتا ہے جسے ہمیشہ اپنے مدِّنظر رکھنا چاہیئے اور وہ یہ کہ دعا سے پہلے انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر لیا کرے چنانچہ دیکھ لو حضرت یونس علیہ السلام نے پہلے یہی کہا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ یعنی اے میرے رب تو کامل تعریف کا مستحق ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود قابلِ پرستش نہیں اور پھر تو ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے منزّہ ہے۔ اس تسبیح و تحمید کے بعد انہوں نے اپنا مدعا پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت میں مدد چاہی۔ یہی طریق ہر مومن کو اختیار کرنا چاہیئے اور دعا میں تسبیح و تحمید کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔ دنیا میں بھی جب کسی کے دروازے پر کوئی سائل آتا ہے تو وہ پہلے مالک مکان کی تعریف کرتا ہے اور اس کی خوبیوں کے گیت گاتا ہے اور پھر اپنا مدعا پیش کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب میرا آنا رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہی طریقِ عمل دعا میں اختیار کرنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و جبروت کا اقرار کرنے اور اسی کی تسبیح و تحمید کرنے کے بعد حرفِ مدعا زبان پر لانا چاہیئے۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۶۱، صفحہ ۵۶۲)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ ماہ احسان ۱۳۵۳ھ

دو طرفہ زمینی اور آسمانی کوششیں

اللہ تعالیٰ جب بھی اپنے کسی مامور کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اُس کی مخالفت ضرور کی جاتی ہے۔ اُس مامور من اللہ اور اس کے متبعین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اس مخالفت کو صبر سے برداشت کریں اور حق کو پھیلانے کی زمینی اور آسمانی کوششوں میں لگے رہیں اور اِس وہم میں کبھی مبتلا نہ ہوں کہ مخالفینِ حق، حق کو قبول کرنے کی طرف کبھی مائل نہ ہوں گے۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک طرف مامورینِ الٰہی اور ان کے متبعین زمینی اور آسمانی کوششوں میں مصروف رہتے ہوئے حق کو پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور دوسری طرف مخالفینِ حق اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے مامورینِ الٰہی اور اسکے متبعین کی مخالفت میں اپنے رنگ کی زمینی اور آسمانی کوششیں بروئے کار لاتے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیتے۔ ایک طرف حق کو غالب کرنے کی زمینی اور آسمانی کوششیں پورے جوش اور اخلاص سے جاری ہوتی ہیں اور دوسری طرف حق کو مٹانے کی اپنے رنگ کی زمینی اور آسمانی کوششوں کا بہت زور شور سننے میں آتا ہے۔ مخالفینِ حق کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں اہلِ حق کو بہت کچھ تکلیفیں اور اذیتیں پہنچتی ہیں جنہیں وہ صبر سے برداشت کرتے چلے جاتے ہیں حتّٰی کہ وہ مقررہ وقت آجاتا ہے کہ جب اہلِ حق کی زمینی اور آسمانی کوششیں بار آور ہو کر حق کو غالب کرنے کا موجب بنتی ہیں اور مخالفینِ حق کی اپنی رنگ کی زمینی اور آسمانی کوششیں بے نتیجہ و بے ثمر ہو کر اُن کی ناکامی پر مہرِ تصدیق ثبت کر دکھاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہؓ کی زمینی اور آسمانی کوششوں کے ذریعہ بالآخر حق کے دنیا میں غالب آنے اور مخالفینِ حق کی اپنے رنگ کی زمینی اور آسمانی کوششوں کے ناکام رہنے کا ذکر کر کے یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ مامورینِ الٰہی اور ان کے متبعین اپنی زمینی اور آسمانی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں اور حق دنیا میں غالب نہ آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی وساطت سے مومنوں کو یہ باور کراتے ہوئے کہ پہلے بھی رسولوں کی اسی طرح مخالفت ہوتی رہی ہے فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰىٓ اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (الانعام آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اور تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی یقیناً جھٹلایا جا چکا ہے پھر باوجود اس کے کہ انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں تکلیف دی گئی وہ صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تیرے پاس رسولوں کی بعض خبریں یقیناً آ ہی چکی ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو تلقین فرمائی کہ وہ اِس مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کریں اور اس سے قطعاً ہراساں نہ ہوں بلکہ حسب استطاعت ہر ممکن زمینی اور آسمانی کوششیں بروئے کار لائیں خدا جب چاہے گا مخالفینِ حق کے دل بدل کر انہیں قبول حق کی توفیق عطا کر دے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (الانعام آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ اور اگر ان (یعنی منکروں) کی رُوگردانی تجھ پر گراں گزرتی ہے تو اگر تجھ میں طاقت ہے کہ تو زمین میں کسی سُرنگ کی یا آسمان کی طرف کسی سیڑھی کی تلاش کر سکے اور پھر ان کے لئے کوئی نشان لا سکے (تو بیشک ایسا کر) اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو ضرور ہدایت پر جمع کر دیتا پس تو ناواقفوں میں سے ہرگز نہ بن

اس آیت میں زمین میں سُرنگ نکالنے سے مُراد ظاہری اور مادی تدابیر ہیں اور آسمان میں سیڑھی لگانے سے مُراد آسمانی ذرائع یعنی عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں ہیں۔ مومن ان دونوں ذرائع یعنی ظاہری تدابیر اور دُعاؤں سے کام لے کر حق کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ نہ تو وہ محض ظاہری تدابیر پر تکیہ کرتے ہیں اور نہ محض دعاؤں پر انحصار رکھتے ہوئے ظاہری تدابیر سے ہاتھ کھینچتے ہیں۔ ان کی طرف سے غلبۂ حق کی عملی جد وجہد اور دعاؤں کا سلسلہ ایک ساتھ جاری رہتا ہے اور اُس وقت تک مسلسل جاری رہتا ہے جبتک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں حق پورے طور پر غالب نہ آجائے۔

اب جہاں مومن پُرخلوص عملی جد وجہد اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ حق کو دُنیا میں غالب کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہیں وہاں مخالفینِ حق بھی حق کو مٹانے کی خاطر بھرپور عملی جد وجہد اور دُعاؤں سے کام لے رہے ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان کی یہ جد وجہد اور ان کی دعائیں خدائی تقدیر سے متصادم ہوتی ہیں اس لئے وہ بار آور نہیں ہوتیں خدا تعالیٰ انہیں ان کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (العنکبوت آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ اور تم نہ زمین میں نہ آسمان میں خدا کو اس کی مرضی کے خلاف مجبور کر سکو گے اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست (ہو سکتا) ہے نہ مددگار۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہی واضح فرمایا ہے کہ مومنوں کے بالمقابل مکّہ کے منکرین و مخالفینِ حق بھی اپنی طرف سے زمینی اور آسمانی کوششیں یعنی ظاہری تدابیر اور دعائیں کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھ رہے اور اس طرح وہ حق کو دُنیا سے مٹانے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن ان کی یہ کوششیں سراسر بے نتیجہ رہیں گی اور مومنوں کے آگے وہ عاجز آئے بغیر نہیں رہیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ جو مومنوں کے ساتھ ہے ان کی تدبیروں کو کارگر نہیں ہونے دے گا اور ان کی دعائیں وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ کی مصداق ثابت ہوئے بغیر نہ رہیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مومنوں کی وہ بے بس و بے کس، بے سہارا مختصر سی مظلوم جماعت بالآخر غالب آئی اور منکرین و مخالفین کی زبردست جمعیت مغلوب ہوئے بغیر نہ رہی۔ یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مومنوں کی زمینی اور آسمانی کوششوں یعنی ظاہری تدابیر اور متضرعانہ دُعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نواز کر بار آور کیا جبکہ منکرین اور مخالفین کے بظاہر خطاء نہ جانے والے زبردست منصوبے اور ان کی دُعائیں رائیگاں گئیں۔ ان کی زمینی تدبیروں اور منصوبوں کے نتیجہ میں مومنوں کو اذیت ناک مصائب اور انسانیت سوز مظالم کا نشانہ تو بننا پڑا لیکن بالآخر یہ سب تدبیریں اور منصوبے خاک میں ملے بغیر نہ رہے۔ حسب وعدۂ الٰہی غلبہ مومنوں کو ہی نصیب ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمازِ تہجد کی ادائیگی خدائے رحمان کے بندوں کا شعار ہے

رات کا اُٹھنا انسانی نفس کو مسلنے اور روحانیت کی تکمیل کا کامیاب ترین نسخہ ہے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ سورہ الفرقان کی آیت وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ وہ لوگ اپنی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ و قیام کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں اس میں جہاں عباد الرحمٰن کی یہ خصوصیت بتائی گئی ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات کے اوقات میں جو رات کی تاریکیوں سے مشابہت رکھتے ہیں دعاؤں اور گریہ و زاری سے کام لیتے اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکے رہتے ہیں وہاں اس میں تہجد کی ادائیگی بھی عباد الرحمٰن کا شعار قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کی راتیں خراٹے بھرتے ہوئے نہیں گذرتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت اور عبادت میں گذرتی ہیں وہ جسمانی تاریکی کو دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ کہیں ان پر روحانی تاریکی بھی نہ آجائے اور وہ دعاؤں اور استغفار اور انابت سے خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے نماز تہجد کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا (المزمل ع۱) یعنی رات کا اٹھنا انسانی نفس کو مسلنے میں سب سے زیادہ کامیاب نسخہ ہے اور رات کو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گرے رہنے والوں کی روحانیت ایسی کامل ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سچ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ آپ بعض دفعہ رات کو اٹھ کر چکر لگاتے اور دیکھتے کہ کون کون تہجد پڑھتا ہے ایک دفعہ مجلس میں حضرت عبداللہ بن عمر کا ذکر آگیا کہ وہ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں آپ نے فرمایا ہاں بڑا اچھا ہے بشرطیکہ تہجد بھی پڑھے معلوم ہوتا ہے ان دنوں حضرت عبداللہ بن عمر تہجد پڑھنے میں سستی کرتے ہوں گے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ذریعہ سے انہیں توجہ دلائی کہ وہ اس سستی کو دور کریں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اسی دن سے تہجد کی نماز میں باقاعدگی اختیار کر لی۔

ایک دفعہ رات کے وقت آپ اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کے گھر گئے اور باتوں باتوں میں دریافت فرمایا کہ کیا تم تہجد بھی پڑھا کرتے ہو حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت کسی وقت آنکھ نہیں کھلتی تو نماز رہ جاتی ہے آپ اسی وقت اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور بار بار فرماتے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔ (بخاری کتاب الکسوف باب التہجد فی اللیل) یعنی انسان اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے مختلف قسم کی تاویلیں کر کے اپنے قصور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جب خدا کا منشاء ہوتا ہے کہ ہم نہ جاگیں تو ہم سوئے رہتے ہیں اور اس طرح اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رات کو میاں کی آنکھ کھلے اور وہ تہجد کے لئے اٹھے تو اپنی بیوی کو بھی تہجد کے لئے جگائے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے اور اگر بیوی کی آنکھ کھل جائے اور اس کا میاں جگانے کے باوجود نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے آپ تہجد کی اہمیت پر اس قدر زور دیا کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں اپنے بندوں کے قریب آجاتا ہے اور ان کی دعاؤں کو دن کی نسبت بہت زیادہ قبول فرماتا ہے۔

آپ نے ایک دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے وہ اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رات کا اٹھنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے کس قدر قریب کر دیتا ہے مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں تہجد پڑھنے کی عادت بہت کم ہو گئی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی یہ ایک خاص خوبی بیان کی ہے کہ وہ اپنی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ و قیام میں گذار دیتے ہیں مگر چونکہ یہ آیات مسلمانوں کے دورِ حکومت کی امتیازی خصوصیات کی بھی حامل ہیں اس لئے یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو جب دنیا پر غلبہ حاصل ہوگا تو وہ عیش و عشرت میں منہمک نہیں ہوں گے بلکہ ان کی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ و قیام کرتے ہوئے گذریں گی چنانچہ جب تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں مسلمانوں کی اس امتیازی خصوصیت کا بھی نہایت واضح طور پر علم حاصل ہوتا ہے تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب روم کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو رومی جرنیل نے اپنا ایک وفد مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے کہا کہ تم مسلمانوں کے لشکر کو جا کر دیکھو اور پھر واپس آکر بتاؤ کہ ان کی کیا کیفیت ہے وہ وفد اسلامی لشکر کا جائزہ لے کر واپس گیا تو اس نے کہا ہم مسلمانوں کو دیکھ کر آئے ہیں وہ ہمارے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی جن ہیں کیونکہ ہم نے دیکھا کہ وہ دن کو لڑتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ہمارے سپاہی جو دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں وہ تو رات کو شرابیں پیتے اور ناچ گانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب ان کاموں سے فارغ ہوتے ہیں تو آرام سے سو جاتے ہیں مگر وہ لوگ کوئی عجیب مخلوق ہیں کہ دن کو لڑتے ہیں اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اس کا ذکر کرتے ہیں ایسے لوگوں سے لڑنا بے فائدہ ہے چنانچہ دیکھ لو اسی ذکر الٰہی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بھی آسمان سے ان کی مدد کے لئے اترا اور اس نے انہیں اتنی بڑی طاقت دے کر دنیا پر غالب کر دیا عرب کی ساری آبادی ایک لاکھ ۸۰ ہزار تھی مگر انہوں نے روم جیسے ملک سے ٹکر لی جس کی بیس کروڑ آبادی تھی پھر انہوں نے کسریٰ کے ملک پر حملہ کر دیا اور اس کی آبادی بھی بیس تیس کروڑ تھی گویا پچاس کروڑ کی آبادی رکھنے والے ممالک پر ایک لاکھ اسی ہزار کی آبادی رکھنے والے ملک کا ایک حصہ حملہ آور ہوا اور پھر یہ ملک اتنے طاقتور تھے کہ ہندوستان بھی ان کے ماتحت تھا چین بھی ان کے ماتحت تھا اسی طرح ٹرکی، آرمینیا، عراق اور عرب کے اوپر کے ممالک یعنی فلسطین اور مصر وغیرہ بھی ان کے ماتحت تھے مگر باوجود اتنی کثرت کے مٹھی بھر مسلمان نکلے تو انہوں نے ان لوگوں کا صفایا کر دیا اور بارہ سال کے عرصہ میں ان کی فوجیں قسطنطنیہ کی دیواروں سے جا ٹکرائیں یہ فتوحات جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں محض ذکر الٰہی اور یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کا نتیجہ تھیں لیکن جب مسلمان بگڑ گئے اور انہوں نے ذکر الٰہی میں اپنی راتیں بسر کرنے کی بجائے راگ رنگ اور ناچ گانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں راتیں بسر کرنی شروع کر دیں۔

جب انہوں نے یہ کہا تو استحاق موسوی بڑا اچھا گانے والا ہے فلاں کنجنی خوب ناچتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تباہی کیلئے ہلاکو خان کو بغداد پر مسلط کر دیا اور اس نے ایک دن میں اٹھارہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا اور شاہی خاندان کی کوئی عورت ایسی نہ چھوڑی جس کے ساتھ بدکاری نہ کی گئی ہو۔ اس وقت مسلمان ایک بزرگ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ دعا کریں بغداد تباہی سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا میں کیا دعا کروں۔ میں تو جب بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مجھے یہ آوازیں دیتے سنائی دیتے ہیں کہ اَیُّھَا الْکُفَّارُ

اُقْتُلُوا الْفُجَّارَ

یعنی اے کافرو۔ ان فاجر و فاسق مسلمانوں کو خوب مارو۔ چنانچہ بغداد تباہ ہو گیا اور عباسی حکومت کا خاتمہ ہو گیا حالانکہ ایک زمانہ میں اُن کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ رومی حکومت کے لشکر کو جو ساٹھ ہزار کی تعداد میں تھا مسلمانوں کے صرف ساٹھ آدمیوں نے شکست دیدی تھی اور ان ساٹھ میں سے بھی صرف بارہ تیرہ شہید ہوئے اور بیس کے قریب خطرناک زخمی ہوئے باقی سب خیریت کے ساتھ واپس آ گئے۔ یہ تائید مسلمانوں کو صرف اسی لئے حاصل ہوئی کہ وہ طاقت اور غلبہ کو اپنی عیاشی کا ذریعہ نہیں بناتے تھے بلکہ ہر قسم کی طاقت اور ہر قسم کا غلبہ حاصل کرنے کے باوجود ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہتی تھیں اور ان کی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور قیام اور سجود میں گذر جاتی تھیں دنیا میں بڑی بڑی فاتح اقوام گذری ہیں مگر ہمیں کسی قوم کی تاریخ میں یہ مثال نظر نہیں آئیگی کہ وہ اتنے خدا ترس ہوں کہ ان کی تلوار کسی عورت کسی بچے، کسی بوڑھے اور کسی دینی شغف رکھنے والے انسان پر نہ اُٹھتی ہو۔ اُن کی تلوار کسی ایک انسان کا بھی ناجائز طور پر خون نہ بہاتی ہو اور راتوں کو وہ خدا تعالیٰ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہوں یہ عظیم الشان خوبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں پائی جاتی تھی جن کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور بلند کردار کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے کفار کو بتایا ہے کہ دیکھو یہ لوگ تمہارے ہی ملک اور تمہارے ہی شہر کے رہنے والے تھے اور تمہارے ہی ساتھ انہوں نے اپنی عمروں کا بیشتر حصہ بسر کیا۔ مگر تم بھی جانتے ہو اور باقی سب لوگ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ نہ ان میں یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا" والی بات پائی جاتی تھی اور نہ ان میں یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا" والی کیفیت پائی جاتی تھی۔ بلکہ اس کے برعکس ظلم و ستم اُن کا شیوہ تھا اور شراب خوری اور عیاشی میں انہماک اُن کا رات دن کا شغل تھا مگر جب انہوں نے خدائے رحمان کے کلام کو قبول کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقشِ قدم پر چلے تو ان کی دنیا بھی بدل گئی اور ان کی اخلاقی اور روحانی حالت میں بھی ایک تغیر عظیم واقع ہو گیا اگر یہ خدائے رحمان کے کلام کو قبول کرنے کی برکت نہیں تو بتاؤ اُن میں یہ خوبیاں کہاں سے پیدا ہوئیں۔ اور کس چیز نے انہیں ان اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا مالک بنا دیا،،

تفسیر کبیر
جلد پنجم حصہ دوم

دارالسلام (تنزانیہ) میں جلسہ یومِ خلافت

(مکرم ملک رفیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ دارالسلام تنزانیہ

۲۶ مئی ۱۹۷۴ء کو بعد نماز مغرب بیت السلام تنزانیہ میں جلسہ یوم خلافت زیر صدارت محترم مولوی عبدالکریم صاحب شرما امیر و مشنری انچارج منعقد کیا گیا مکرم نورالدین صاحب سالم نے قرآن مجید کی تلاوت کی جس کے بعد مکرم سلطان محمود صاحب اوگاندو نائب صدر جماعت احمدیہ دارالسلام نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔

پھر مکرم رمضانی شاشے صاحب نے سواحیلی زبان میں کہی ہوئی اپنی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ نظم میں برکاتِ خلافت کا تذکرہ اور اس عظیم نعمت پر اللہ کی حمد بیان کی گئی تھی۔ اس کے ہر بند کے آخری مصرعہ میں یہ دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے امام کی عمر میں برکت ڈالے۔

نظم کے بعد مکرم یوسف شعبانی صاحب نے خلافت کی برکات" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خلافت کے عظیم انعام سے نوازا اور اس کی برکت سے وہ ترقی کرتے چلے گئے۔ لیکن جب انہوں نے اس نعمت کی ناقدری کی تو ان سے یہ نعمت چھین لی گئی۔ اور آج خدا تعالیٰ نے ہم سب پر یہ احسان کیا ہے کہ ہمیں دوبارہ خلافت کی نعمت نصیب ہوئی ہے اور نظام خلافت کی برکت سے جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں اور ان کی خوش قسمتی میں کوئی شک نہیں جو خلافت سے مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ وہ نور الٰہی حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر اختر صاحب کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب پاکستانی ہیں اور یہاں کے سرکاری ہسپتال میں ٹی بی کے سپیشلسٹ ہیں۔ پچھلے دنوں وہ کیمرون میں ایک طبی کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے تھے۔ اسی سفر میں آپ کو نائیجیریا میں بھی جانے کا موقع ملا۔ آپ نے نائیجیریا جماعت کی ترقی کے حالات بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ جن دنوں میں لیگوس گیا۔ وہاں مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی جس میں مرد عورتیں۔ بچے بڑے سب شریک تھے۔ اور سب احمدی مل کر مزدوروں کی طرح کام کر رہے تھے۔ بہت بارونق اور ایمان افروز وقار عمل تھا۔ اور خلافت کی برکات کا زندہ ثبوت تھا۔

یہ مسجد جو پہلے ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ اور جماعت کی موجودہ ضرورت کے لیے کافی نہ تھی۔ اس کو گرا کر جماعت نے تین منزلہ شاندار مسجد تعمیر کی ہے یہ ترقی اخلاص اور فدائیت کی روزافزوں نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد ہمارے نوجوان خادم رمضانی عبداللہ مزنڈا نے تقریر کی جس میں آپ نے خلافت سے وابستہ رہنے کے فوائد تفصیل سے بتائے اور اس کے ساتھ خلافت کی برکات کا ذکر نہایت دلنشیں انداز میں کیا۔

ان کے بعد مکرم رشیدی جمعہ اسنے عبداللہ صاحب نے جماعت سے خطاب کیا۔ آپ مخلص اور پرانے احمدی ہیں۔ اور وزیر اعظم کے پرنسپل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمارے قلوب خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی عظیم نعمت سے نوازا ہے۔ خلافت مجسم برکت ہے، خلافت طاقت ہے۔ خلافت ہماری ڈھال ہے۔ خلافت نور ہے۔ جس سے ہم منور ہوتے ہیں اور دوسروں کو منور کرتے ہیں۔

آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہایت محبت آمیز انداز میں کیا اور کہا وہ ہمارے محسن تھے انہوں نے ہمیں زندگی بخشی ان کی دردمندانہ دعاؤں سے ہم بہرہ مند ہوئے

جلسہ کی آخری تقریر صدر جلسہ مکرم مولانا عبدالکریم صاحب شرما امیر و مشنری انچارج کی تھی منصب خلافت کو تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ دو طریق سے خلافت قائم فرماتا ہے۔ کبھی خدا تعالیٰ بندوں کو براہ راست چنتا ہے جیسے فرمایا۔

نمازِ تہجد کی تاکید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں۔ وہ دو ہی رکعت پڑھ لے۔ کیونکہ اس کو دُعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائیگا اس وقت کی دُعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں

(ملفوظات جلد ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ اور کبھی وہ اپنا منشاء بندوں کے ذریعہ سے پورا کرتا ہے اور اس کے نیک بندے خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کی رہنمائی اور تائید ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم احمدیوں کو دونوں قسم کی خلافتوں سے متمتع فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام سے خلیفہ مقرر فرمایا اور آپ کے بعد قدرت ثانیہ کے رنگ میں انتخابی خلافت کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ نے فرمایا نظام خلافت کی برکت سے ہم اللہ تعالیٰ کے روز افزوں افضال کے مورد بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے نفوس اور اموال میں برکت ڈالی ہے۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے جلسہ سالانہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد شامل ہوتے ہیں جو دنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں اور اموال میں برکت کے لئے آپ صرف اس ملک کے جوبلی فنڈ کے وعدہ جات کو دیکھ لیں۔ وہ چار لاکھ شلنگ سے اوپر ہیں۔

آپ نے فرمایا نظام خلافت قیمتی متاع ہے۔ اس کی حفاظت ہر مومن کا فرض ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ کہ قدرت ثانیہ کا ظہور قیامت تک ہوتا چلا جائے گا لیکن فتنے بھی اٹھیں گے۔ بعض طبائع بیماری قبول کرنے کا میلان رکھتی ہیں۔ ہمیں چوکس رہنا چاہیئے۔ جہاں بیماری کی علامات ظاہر ہوں سب کو مل کر اصلاح کرنی چاہیئے۔ تا کوئی بھائی خلافت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہ کرلے۔ اس کے بعد آپ نے بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور اجتماعی دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اشاعتِ اسلام کیلئے اپنی زندگیاں وقف کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی برکت حاصل کرو تو آؤ دین کے کام میں لگ جاؤ اور اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کردو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ اگر تم دین کے لئے اپنا مال خرچ کرو گے، دین کے لئے اپنی جانیں قربان کرو گے اور دین کے لئے اپنا وقت دو گے تو تمہیں اس سے نقصان ہوگا۔ بلکہ یاد رکھو! وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ جب اس طرح مال خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں دنیا کا بادشاہ بنا دے گا۔ دولت تمہارے قدموں میں آئے گی اور یہ چھوٹی چھوٹی قربانیاں تمہیں بالکل حقیر اور ذلیل نظر آنے لگیں گی۔" (الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء)

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

انصار اللہ توجہ فرمائیں

انصار احباب قربِ الٰہی کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل امور کے لئے خاص طور پر کوشاں رہیں:۔

الف۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔
ب۔ تہجد کی ادائیگی کے لئے پوری کوشش کریں۔
ج۔ ذکر الٰہی سے ہر وقت اپنے دل کو معمور رکھیں۔
د۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک تسبیح و تحمید اور درود و استغفار پر تندہی سے کاربند رہیں۔"

(قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

داڑھی رکھنا شعائرِ اسلام میں سے ہے

وصیت ایک مقدس عہد ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت سے ظاہر ہے۔ اس لئے ہر مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ اس عہد کو اس کے تمام ضروری لوازمات کے ساتھ نباہنے کی کوشش کرے۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی تمام باریک راہوں پر گامزن رہے۔ اس وقت مدنظر صرف یہ بات ہے کہ بعض موصی اصحاب داڑھی نہیں رکھتے۔ یا ایسی رکھتے ہیں کہ وہ منڈی ہوئی کے برابر معلوم ہوتی ہے۔ اس بارہ میں احباب کی توجہ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ایک ارشاد کی طرف مبذول کرا دینا کافی سمجھتا ہوں جو یہ ہے:۔

"میرے نزدیک یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کوئی شخص ظاہر طور پر کسی حکمِ شریعت کو توڑتا تو نہیں؟ ظاہر کی شرط اس لئے کہ دل کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے۔

میرے نزدیک جو داڑھی بھی منڈواتا ہے اس کی بھی وصیت جائز نہیں۔ کیونکہ شعائرِ اسلام کی ہتک کرنے والا ہے۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۸ ر دسمبر ۱۹۱۹ء)

جملہ امراء و صدر صاحبان اور صدر صاحبان موصیانِ جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی جماعت کے موصیوں کا جائزہ لیں اور جو موصی اصحاب داڑھی نہیں رکھتے یا ایسی باریک داڑھی رکھتے ہیں جو نہ ہونے کے برابر دکھائی دیتی ہو۔ ان کو داڑھی رکھنے کی تلقین کریں۔ تاکہ وہ پوری طرح داڑھی رکھ لیں۔ اور اگر پھر بھی نہ رکھیں تو دفتر ہذا کو رپورٹ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

وقف عارضی بلا شرط ہونا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک "وقف عارضی" غیر مشروط ہے۔ کسی واقف کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ جگہ مقرر کرے۔ کہ مجھے فلاں جگہ بھیجا جائے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق چونکہ اخراجاتِ سفر و طعام خود واقف کے ذمہ ہوتے ہیں اس لئے اسے یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ معین کردے کہ میں اتنے فاصلے تک جا سکوں گا۔ مگر اسے یہ اجازت نہیں کہ لکھے کہ مجھے فلاں جماعت میں بھجوایا جائے۔ جماعت کا فیصلہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے ایماء کے ماتحت مرکز سے ہوتا ہے۔ ایسا ہی واقفین وقفِ عارضی کو اس شرط کے لگانے کی بھی اجازت نہیں کہ مجھے فلاں شخص کے ساتھ وفد میں بھیجا جائے۔

جملہ واقفین پر واضح رہے کہ وقفِ عارضی بلا شرط ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس وقف کی قربانی خلیفۂ وقت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے لئے کی جاتی ہے۔

۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

پاکستان کا مستقبل

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اب اس کے مستقبل کو روشن بنانے کے لئے اہلِ پاکستان کے دلوں میں حقیقی اسلام کی محبت پیدا کرنے کی سعی کرنا انصار اللہ کے ہر رکن کا فرض ہے۔

(قیادت اصلاح و ارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کرنے کیلئے مومنوں کو ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے

اس کے ذریعہ سے وہ دُنیا کو اپنے اُس پیار کا جلوہ دکھانا چاہتا ہے جو اُسے مومنوں کیساتھ ہوتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مومنوں پر آنے والے انتہائی شدید ابتلاؤں کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے ۱۸ رفروری ۱۹۷۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"جیسا کہ میں نے بتایا ہے مسلمانوں کے لئے بہت سے امتحان اور آزمائشیں ہوتی ہیں لیکن جن آزمائشوں کا بطور خاص میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں وہ مادی طاقت اور زور کے ساتھ اور مادی ذرائع سے دشمن کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل اور اسلام کو مٹانے کا منصوبہ اور آزمائش ہے یعنی یہ آزمائش کہ دشمن مٹانا چاہتا تھا لیکن مسلمانوں نے صبر و ثبات دکھایا اور دشمن ناکام ہوا۔ مثلاً جنگِ احزاب ہے جس کا ان آیات میں ذکر ہے جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائیں گے خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ پیدا ہو جائیں وہ ہر صورت میں دشمن کا مقابلہ کریں گے اور اسے پیٹھ نہیں دکھائیں گے چنانچہ کیسے ہی حالات "احزاب کے موقع پر پیدا ہو گئے۔ قریباً سارا عرب اکٹھا ہو کر ان غریبوں اور مفلسوں اور نہتوں کو قتل کرنے کے لئے وہاں جمع ہو گیا اور انہوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر چلتے تھے۔ دوسری طرف مسلمان عورتوں کی یہ حالت تھی کہ جس جگہ وہ اکٹھی کی گئی تھیں وہاں انکی عزّت اور عصمت کی حفاظت کے لئے بھی مسلمان سپاہی میسر نہیں تھا کیونکہ دوسری جگہ اس کی زیادہ ضرورت تھی مسلمان عورت سے فرمایا کہ اگر آج تیری عزّت کی آزمائش ہے اور خدا یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک مسلمان عورت میرے راستے میں اپنی عزّتوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں تو وہ اس امتحان میں پورا اُترنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ وہ تیار ہو گئیں۔

پھر جس وقت یہ سارا جمِ غفیر اور یہ سارا مجمع جو اسلام کو مٹانے کے لئے جمع ہوا تھا اور ان کفار کی امید اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی کہ بس اب وہ غالب آئے اور مسلمان مغلوب ہوئے۔ ادھر مسلمانوں کے حالات کربِ عظیم کو پہنچ گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ اگر اس وقت خدا تعالیٰ کی مدد نہ آئی تو وہ مارے جائیں گے، اس وقت خدا کی مدد آئی اور فرشتے اس مدد کو آسمان سے لے کر آئے تو انہوں نے انہی زمینی عناصر میں تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ وہ عناصر کہ جن کے ذرّے ذرّے کو انسان کے لئے پیدا کیا گیا تھا کہ وہ ان کی تسخیر اور ان پر حکمرانی کرے، اُن کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حاکمِ اعلیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور آپ کی کامیابی کے لئے حکم ملا چنانچہ مسلمان جن کے جسم کا ذرّہ ذرّہ اور رواں رواں "متیٰ نصر اللہ" پکار رہا تھا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ تمام عناصر، یہ زمین اور اس کے ذرّات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں نے تمہیں آزمایا اور تم اس آزمائش میں کامیاب ہوئے کیونکہ تمہارے اس کرب کو میں نے عظیم بنا دیا ہے اور تمہارا امتحان اپنی انتہاء کو پہنچ گیا ہے تمہارے دُکھوں کا انسان تصوّر نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہاری یہ آزمائش اِس لئے نہیں کی کہ تمہیں دُنیا سے مٹا دیا جائے بلکہ یہ میں نے اِس لئے کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ظاہر ہو اور دُنیا خدا تعالیٰ کے اس پیار کا جلوہ دیکھے جو اُسے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کے ساتھ ہے۔

اب دیکھیں سارے عرب قبائل اکٹھے ہو کر کمزوروں کو مٹانے کے لئے آ گئے تھے ان کمزور مسلمانوں نے پیٹ پر پتھر باندھے مگر دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی۔ وہاں سے بھاگے نہیں۔ انہوں نے بے عزّت صُلح کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا۔ کمزوری نہیں دکھائی۔ شرک کی طرف مائل نہیں ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور سہارا ڈھونڈیں انہوں نے کہا ہمارا ایک ہی سہارا ہے اگر وہ مل گیا تو اِس دُنیا میں بھی کامیاب اور اگر اس دنیا سے چلے بھی گئے تو ہمیں اُخروی انعامات تو ضرور ملیں گے اور پھر اس حقیقی سہارے نے ان کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ دشمن غالب آنے کی امید لگائے بیٹھا تھا اور وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے زمین و آسمان میں ایک تغیّر پیدا ہوا اور وہ جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے آئے تھے بھاگ نکلے۔ ریت کے چند ذرّے کہہ لو۔ ہوا کی تھوڑی سی شدّت کہہ لو یا اُن کے دلوں کے اندر فرشتوں نے جو بزدلی پیدا کی اور مسلمانوں کا جو رُعب پیدا کیا وہ کہہ لو۔ غرض یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے تھے جو انسان کو نظر آئے۔ لیکن وہ اپنے محاصرے کے پہلے دن ہی نہیں بھاگے وہ دوسرے اور تیسرے دن بھی نہیں بھاگے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ کئی دن کے بعد رونما ہوا۔"

(الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء)

ضروری اطلاع

جملہ خدام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مرکزی امتحانات کی تاریخ ۱۴ رجولائی ۱۹۷۲ء سے بڑھا کر ۱۴ راگست ۱۹۷۲ء کر دی گئی ہے اسی طرح مرکزی انعامی تحریری مقابلہ کے مقالے ۳۰ رجون کی بجائے ۳۱ رجولائی تک مرکز میں ارسال کئے جائیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ایف۔ ایس سی پریکٹیکل امتحانات

نئی تاریخوں کا اعلان

سرگودھا تعلیمی بورڈ کے ایف۔ ایس سی کے سالانہ پریکٹیکل امتحانات اپنی اصل تاریخوں کے مقابلہ پر جولائی کی مندرجہ ذیل تاریخوں پر منعقد ہوں گے:۔

عملی امتحان کی پرانی تاریخیں	عملی امتحان کی نئی تاریخیں
۳۱ رمئی ۱۹۷۲ء	۵ رجولائی ۱۹۷۲ء
یکم رجون ″	۶ ر ″ ″
۳ رجون ″	۸ ر ″ ″
۴ رجون ″	۹ ر ″ ″
۵ رجون ″	۱۰ ر ″ ″
۶ رجون ″	۱۱ ر ″ ″
۷ رجون ″	۱۲ ر ″ ″
۸ رجون ″	۱۳ ر ″ ″
۱۰ رجون ″	۱۵ ر ″ ″
۱۱ رجون ″	۱۶ ر ″ ″

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں امتحان دینے والے تمام طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا تاریخوں پر پریکٹیکل امتحان کے لئے وقتِ مقررہ پر کالج لیبارٹری میں پہنچ جائیں۔

پنجاب یونیورسٹی

ایم۔ اے، ایم۔ ایس سی کے امتحانات

تعلیم الاسلام کالج کے ایم۔ اے، ایم۔ ایس سی کا امتحان دینے والے طلباء کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ملتوی شدہ بقیہ امتحانات ۲ رجولائی ۱۹۷۲ء سے دوبارہ شروع ہو رہے ہیں تمام طلباء یکم جولائی تک حاضر ہو جائیں۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴